AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

CHALLENGES OF THE 21ST CENTURY AND URDU LANGUAGE & LITERATURE

اکیسویں صدی کے چیلنجز اور اُردو زبان و ادب

Rashid Ali
MPhil Urdu Scholar, Superior University, Faisalabad
Dr. Azim Ullah Jandran
Assistant Professor, Dept of Urdu, Superior University, Faisalabad

Abstract:

The relationship between literature and life is deeply interconnected, reflecting both individual emotions and social consciousness. In the 21st century, globalization and technological advancements pose new challenges, particularly in preserving ethical values and cultural identity. The increasing influence of English is diminishing the purity of the Urdu language, making its revival crucial for national identity. Despite decades of independence, Pakistan remains culturally influenced by colonial remnants. The Muslim world's moral and spiritual decline is evident, emphasizing the need for ethical and ideological revival. Allama Iqbal's concept of Mard-e-Momin advocates self-reliance and resistance against oppressive ideologies to shape a prosperous future. Western education has distanced youth from their heritage, leading to moral deterioration. Akbar Allahabadi's poetry predicted these societal shifts, critiquing the erosion of traditional values. To address these challenges, it is essential to promote Urdu, preserve moral values, and align education with cultural identity rather than foreign influences. Only through these measures can the nation secure its cultural and intellectual future.

***Key*words:** Urdu Language & Cultural Identity, 21st Century Challenges, Western Influence & Language Decline, Iqbal's Mard-e-Momin, Moral & Spiritual Revival, Akbar Allahabadi's Vision

ادب اور زندگی کے مسائل جہاں ایک طرف بڑے لطیف، باریک اور گریز پا ہیں، وہاں دوسری طرف ان کے باہمی رشتے بڑے پیچیدہ، پہلو دار اور وسیع ہیں۔ اب اور زندگی کے باہمی تعلق کی بات چھڑتے ہی بے شمار مسائل سر اٹھاتے ہیں مثلاً سب سے پہلے کہ ادب کیا ہے؟ کیا یہ خود کوئی مقصد ہے یا کسی بلند تر مقصد کے حصول کا ذریعہ؟ کیا ادب محض انفرادی جذبات و احساسات کا ترجمان ہے یا سماجی شعور کا عکاس بھی؟ ادب میں بنیادی اہمیت ہیت کو حاصل ہے یا موضوع اور مواد کو؟

ان تمام سوالات کے جوابات میں دراصل ادب اور زندگی کے باہمی رشتے کو تلاش کیا جاسکتا ہے۔ ادب کے مقصد اور منصب کے سلسلے ہی مختلف ادوار میں مختلف نظریات کا اظہار کیا گیا ہے، مگر ان تمام خیالات کی تہ میں جو مفہوم ادب کے بارے مشترک نظر آتا ہے وہ یہ ہے کہ ادب اور ان کی زندگی آپس میں اس قدر مربوط ہیں کہ ایک کے بغیر دوسرے کا تصور ممکن نہیں۔ ادب نہ صرف زندگی کا ترجمان اور ناقد ہے بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ یہ ہمارے رہن سہن کا ایک لازمی جزو ہے۔ اسی لیے ایک نقاد نے کہا ہے:

"It is a Social Manifestation of Human."

مختصر یہ کہ ادب کا تعلق زندگی کے ساتھ بہت گہرا اور اٹوٹ ہے۔ اور ادب دراصل زندگی سے ہی عبارت ہے۔

اکیسویں صدی ہمارا مستقبل، اب ہمیں ماضی کی بنیاد پر مستقبل کی مضبوط اور عظیم عمارت تعمیر کرنا ہو گی۔

آج کا یہ دور جب کمپیوٹر نے دنیا کے تمام ممالک کو ایک لڑی میں پرو دیا ہے۔ دنیا کے کسی حصے میں کوئی واقعہ / تحقیق رونما ہوتی ہے تو وہ فوری دنیا کے گوشے گوشے میں پہنچ جاتی ہے۔ ہمیں اس سے استفادہ کرنا ہو گا۔

آج ہم اکیسویں صدی کی ابتدا میں کھڑے ہیں یہ صدی دنیا کے سامنے سائنسی انکشافات اور تکنیکی شعور پیش کرے گی۔ اکیسویں صدی میں ان

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

کی سماج کے لیے "اخلاق" بہت بڑا چیلنج ہے۔ ہمیں اخلاقی قدروں کا خیال رکھنا ہوگا۔ ادب وہ ہی ہے جس میں اخلاقی قدروں کا پاس ہے۔ اکیسویں سدی سے نبرد آزما ہونے کے لیے اردو زبان و ادب سے دوری کو جلد از جلد ختم کرنا ہوگا۔

کرسی کی جگہ، چئیر، تقریر کی جگہ اسپیچ، زبان کی جگہ لینگواتج، کمرے کی جگہ روم، قلم کی جگہ پین۔ وہ زبان جو ۱۸۵۷ء سے قبل خالص اردو تھی آج اس میں زیادہ تر الفاظ انگریزی کے سموئے جارہے ہیں۔

انسانی معاشرے میں ادب کی اہمیت ایسے ہے جیسے جسم میں روح کی حیثیت ہے۔ کسی ہی ملک کا ادب اس ملک کے رہائش پذیر افراد کی زندگی کے روز و شب کا عکاس ہوا ہے۔ ضروریات، احتیاجات، تعیشات اس ملک کے آئینہ دار ہوتی ہیں۔ کسی بھی ملک کے روز و شب کو دیکھنے کے لیے اس ملک کی افرادی قوت کے رہن سہن اور تعلیم و تربیت اہم حوالہ ہیں۔ جہاں تک تعلیم و تربیت کا سوال ہے اس حوالہ سے اس ملک کی زبان بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔ پاکستان کو آزاد ہوئے ۷۷ برس ہو چکے ہیں مگر آج بھی ہم عملی طور پر انگریزوں کے غلام ہیں۔ اکیسویں صدی میں غلامی کے اس طوق کو گلے سے اتارنا ہوگا اور اپنی توجہ زبان کا فروغ پہلی ترجیح ہوگا۔

آج اکیسویں صدی میں مسلم قوم غیر سے مرعوب ہے اور حق سے دور ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ قوم روحانی طور پر مردہ ہو چکی ہے۔ اسے س بات کا شعور اور ادراک تک نہیں ہے۔ یہ مادی منصوبہ بندیوں سے جکڑی ہوئی ہے اور یہ حقیقت ہے کہ مادی کی قسمت موت ہے۔ ایک ایسی چیز جسے موت نہیں آتی جو امر ربی ہے وہ روح ہے۔ قوموں کی بقا روحانی ترقی میں مضمر ہے۔ روحانی ترقی کے لیے ضروری ہے مسلم قوم اپنے اندر مردِ مومن کی صفات پیدا کرے۔

مرد مومن راز کن فکاں ہے۔ مرد کوہن اپنی صفات جلال و جمال سے قوم کی رہنمائی کرتا ہے۔ مردِ مومن اپی زندگی کا آغاز لا سے کرتا ہے باطل قوتوں کا انکار کرتا ہے اور اپنی دنیا آپ پیدا کرتا ہے۔ بقول علامہ ڈاکٹر محمد اقبال:

اپنی دنیا آپ پیدا کر اگر زندگوں میں ہے
سر آدم ہے ضمیر کن فکاں ہے زندگی (۱)

آج اکیسویں صدی میں اقبال کے مردِ حر کی تلاش ہے۔ یہ مرد کامل اس زمانے کا ہی نہیں بلکہ اللہ کا بھی راز ہے۔ پر آشوب دور کا نجات دہندہ ہے۔ سامراجی طرز فکر کا خاتمہ اس کا مشن ہے۔ دنیا کوئی طاقت اس زیر نہیں کرسکتی۔ اکیسویں صدی میں ہی انسان کامل انسانیت کی مسیحائی کرسکتا ہے اور یہ فرد حق نہ سرف اکیسویں صدی بلکہ آنے والے زمانوں پر بھی محیط ہے۔

آج اکیسویں صدی میں مغربی نصاب تعلیم کے زیر اثر نوجوان اپنے مشاہیر اور اسلاف کے کارہائے نمایاں سے قطعی طور پر لاعلم ہو چکے ہیں۔ نوجوانوں کی اخلاقی اور روحانی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ مخلوط تعلیم نے معاشرے ہی بہت سی برائیوں کے باب وا کردیے ہیں خواتین مادر پدر آزاد ہیں بے پردگی اور آزادی میں یورپ کی خواتین کو پیچھے چھوڑ دیا گیا ہے۔ جدید الیکٹرانک اور سوشل میڈیا نوجوانوں کو بے راہ روی اور دین سے دوری کی طرف راغب کررہا ہے۔

ہر صدی میں معاشرے کی تشکیل ہی نابغہ روز گار شعراکا کردار مثالی رہا ہے۔ ان شعرا میں اکبر الہ آبادی نے اپنے منفرد افکار کی بدولت بہت نام کمایا ہے۔ ان کے پیش کردہ افکار موجودہ صدی کے تناظر میں سو فیصد درست ثابت ہو رہے ہیں۔ ان کے افکار عالیہ کا بنظر نما کر جائزہ لیا جائے تو یوں محسوس ہوتا ہے ک ہوہ اکیسویں صدی کے شاعر تھے۔ اکبر کی دور اندیش نگاہوں نے معاشرتی خرابیوں کو ڈیڑھ صدی پہلے دیکھ لیا تھا۔ اکبر اس حوالے سے بیان کرتے ہیں:

بے پردہ کل جو آئیں نظر چند بیبیاں
اکبر زمین میں غیرت قومی سے گڑ گیا
پوچھا جب ان سے، آپ کا پردہ وہا کیا ہوا

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

کہنے لگیں کہ عقل پہ مردوں کے پڑ گیا(۲)

ایک اور مقام پر بیان کرتے ہیں:

یہ موجودہ طریقے راہی ملک عدم ہوں گے
نئی تہذیب ہو گی اور نئے سامان بہم ہوں گے
یہ خاتونوں میں رہ جائے گی پردے کی یہ پابندی
نہ گھونگھٹ اس طرح سے حاجت روئے صنم ہوں گے(۳)

اکبر نے اس قومی نظام تعلیم کی معاشرتی خرابیوں پر گہری طنز کی ہے۔اکیسویں صدی میں ضرورت اس امر کی ہے کہ خواتین کی تعلیم کے حصول کے لیے الگ یونیورسٹیاں ہوں، تاکہ عورت و مرد کو اختلاط کے مواقع نہ ملیں۔ تاک جھانک نہ ہو اور معاشرت بے داغ رہے۔ڈاکٹر محمد ارشد اویسی صاحب نے نہایت مختصر مگر جامع تبصرہ رقم کیا ہے ملاحظہ ہو:

"اکبر الہ آبادی نے عہد جدید کے کسی بھی پہلو کو تشنہ نہیں چھوڑا۔ تعلیم، سیاست، جمہوریت، تہذیب، معاشرت، مذہب، خواتین کی تعلیم، پردہ، سائنس اور ٹیکنالوجی کے موضوع پر انہوں نے جو سنہری افکار پیش کیے ہیں، وہ موجودہ صدی اور آنے والی صدیوں کے مسلمانوں کے ضمیر کو جھنجھوڑتے رہیں گے۔"(۴)

اردو قواعد نویسی پر آج تک جتنا بھی کام ہوا ہے وہ صرفی و نحوی اصولوں کو جانچنے کا پیمانہ ہے۔اردو قواعد پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس کے نزدیک طلباء کی ذہنی ساخت کا معیار اہم ہے، لیکن! اکیسویں صدی نے دنیا کو ایک عالمی گاؤں بنا دیا ہے۔ اس گاؤں میں جو کام نہیں کرے گا وہ عفر معطل ہو کر رہ جائے گا۔ اور قواعد نویسی کو اب جدید ڈھانچوں میں ڈھالنے کی ضرورت ہے۔ اس سے قبل قواعد نویسی پر جو کام ہوا ہے وہ بنیادی طور پر قواعد کے اصولوں کے دائرے میں گھومتا رہا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں اس بابت ڈاکٹر سہیل عباس خاں کا تجزیاتی جائزہ:

"ڈاکٹر مولوی عبدالحق نے اپنی مشہور کتاب "قواعد اردو" کے دیباچے میں لکھا ہے کہ زمانہ حال میں صرف و نحو جو کتابیں تالیف ہوئی ہیں وہ عربی صرف و نحو کی تقلید میں ہوئی ہیں۔ مولوی عبدالحق کی قواعد کی کتاب میں ایک کمی کا احساس بہت زیادہ ہے کہ انہوں نے اصطلاح سازی کو زیادہ اہمیت نہیں دی ہے۔ انہوں نے جملے کی ساخت پر بحث نہیں کی۔ علی عباس جلالپوری کی "عام فکری مغالطے" منظر عام پر آئی اس میں ابھی بہت مغالطے دور کرنے کی ضرورت ہے۔"(۵)

اکیسویں صدی میں اردو قواعد کو جدید خطوط پر ڈھالنے کی ضرورت ہے۔ اس کے لیے جملے میں الفاظ کی خشت بدل کر اس کی مختلف معنوی شکلوں کا مطالعہ اہم ہے۔ نیز امدادی افعال ہماری خصوصی توجہ کے متقاضی ہیں پر ان کا استعمال جس خوب صورتی اور جن معنوی پرتوں کے ساتھ اردو میں کیا جاتا ہے اس کی نظر دنیا کی دیگر زبانوں میں شامل ہو گی۔ اردو قواعد نویسی کے باب میں اہم اضافہ عصمت جاوید کی "نئی اردو قواعد" ہے۔ یہ جملے کی ساخت کی طرف بڑھتا ہوا قدم ہے۔ لیکن اس قواعد میں جو چیز کھٹکتی ہے وہ مثالوں کی کمی ہے۔ "بنیادی اردو قواعد" ڈاکٹر سہیل عباس بلوچ کی تصنیف ہے اس بابت افتخار عارف کا کہنا ہے:

"اس کتاب میں افعال کی ایک فہرست لفظی اور لغوی معنی کے ساتھ دی گئی ہے۔ سابقوں اور لاحقوں کا اچھا اہتمام ہے۔ یہ قواعد کی کتاب نہیں لسانیات کے باب میں ایک خوب صورت اضافہ ہے۔ اس کتاب کا نمایاں وصف قواعد اور لغت کا الحاق ہے۔"

قواعد نویسی کے حوالے سے اہم کتاب سونیا پر نیکووا کی "اردو افعال" ہے۔ انہوں نے افعال کے صیغوں کی مختلف صورت حال کا جائزہ لیا ہے۔

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

ان کے ہاں جملے کا معنیاتی نظام متاثر ہے:

"امدادی افعال پر تمنا عمادی کی مشہور کتاب "افعال مرکبہ" بنیادی کتاب ہے، لیکن یہ ۵۰ سال سے زیادہ عرصہ میں شائع ہوئی ہے۔"

شعرائے غزل نے اکیسویں صدی میں انسان کو درپیش چیلنجز کو بڑے تواتر اور سلیقے سے اپنے قالب میں اتارا ہے۔ آج غزل عصری حالات کا پورا منظر نامہ بن گئی ہے، "غزل" اردو کی سب سے مشہور صنف سخن ہے۔ لیکن یہ حقیقت ہے ہر دور میں اس کی بہت مخالفت ہوئی۔ کسی نے "نیم وحشی سخن" کہہ دیا اور کبھی بے دریغ اس کی گردن اڑانے کی بات کی گئی۔ باوجود اس کے اس کی مقبولیت اور پذیرائی میں کمی نہ آئی۔

یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لیے

بدلتے رجحانات کے ساتھ ساتھ اردو غزل نے بھی کوچۂ محبوب سے کوچۂ دار و رسن کا سفر طے کیا۔

اکیسویں صدی میں قدم رکھنے کے بعد اردو غزل کو کئی چیلنجز کا سامنا کرنا پڑا۔ عالمی سطح پر رونما ہونے والے حادثات و واقعات اور سیاسی و سماجی تبدیلیوں نے لوگوں کے رویے اور افکار و نظریات تک تبدیل کر دیے، دیکھیے اس بابت منصور خوشتر کا تبصرہ:

"اکیسویں صدی اردو غزل ترقی پسندی، جدیدیت اور مابعد جدیدیت کے محدود حصار سے باہر نکل چکی ہے۔ نئی صدی کا شاعر خود کو کسی دائرے یا ازم کا پابند رکھنا نہیں چاہتا۔ نئی صدی کے شعرا نے روایت سے ہٹ کر منفرد لہجے، زبان و بیان، اسلوب اور الفاظ کی سطح پر انفرادیت حاصل کی ہے۔ نئی صدی فکری سطح پر غزل ہی کیا تبدیلیاں لائی اس کا اندازہ قبل از وقت ہو گا کیوں کہ یہ عمل جاری ہے۔ اکیسویں صدی کی غزل دلچسپی کے لاتناعی عناصر پائے جاتے ہیں۔ اس میں کرب بیانیوں کا ذکر آتا ہے اس میں کہیں احتجاج ہے تو کہیں فقر درویش کا ذکر بھی۔۔۔اور شکایت خفگی بھی۔ اس میں خاموشی بھی ہے اور سرگوشی بھی، تہذیب و ثقافت کی جلوہ گری بھی ہے اور فتنہ سامانیوں کا ذکر بھی۔"(۶)

اردو زبان و ادب اکیسویں صدی کے چیلنجز سے نہ صرف پوری طرح آگاہ ہے بلکہ نبھانے کا ہنر بھی جانتی ہے۔ بقو بیدل حیدری:

بھوک چہروں پہ لیے چاند سے پیارے بچے
بیچتے پھرتے ہیں گلیوں میں غبارے بچے
ہو گیا چرخِ ستم گر کا کلیجہ ٹھنڈا
مر گئے پیاس سے دریا کے کنارے بچے(۷)

بیدل حیدری شاعر نے کتنی خوب صورتی سے عہد حاضر کے معاشی مسئلے کو سفر کے فن میں ڈھالا ہے۔ معاشی اذیتیں اکیسویں صدی کے شعرا کا محبوب موضوع رہا ہے۔ اظہر فراغ کا انداز ملاحظہ ہو:

اچھے خاصے لگوں پر بھی وقت اک ایسا آ جاتا ہے
اور شی پر ہنستے ہنستے خود پر رونا آ جاتا ہے
ہوتے ہوتے محرومی کی عادت کیسے ہو جاتی ہے
آدھا رزق ہمارے گھر ہی کیسے پورا آ جاتا ہے(۸)

المختصر غزل کا کردار نا قابل تردید اور نا قابل فراموش حد تک اہمیت کا حامل ہے اور یہ عصری تقاضوں کی بھرپور ترجمانی کرتی ہے۔

آج اکیسویں صدی فرقہ واریت کا ناسور پھیل چکا ہے سطحی اختلافات وجہ نزاع بن رہے ہیں۔ ہر کسی نے ڈیڑھ اینٹ کی الگ مسجد بنا رکھی ہے۔ مسلمان حکمران فرنگی کے مرید ہیں۔ غلامی کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں۔ سوز و گداز اور ذوق و شوق سے مسلمان قوم محروم ہے۔

Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

مسلم قوم کا سینہ سوز عشق سے محروم ہے۔ مسلمان نفع و ضرر میں کچھ الجھ کر جنون عشق سے محروم ہو گیا ہے۔ شان فقر سے عاری ہے۔ اور فقر کی براتِ مصطفی ﷺ ہے۔ زور حیدر ہے۔ شاہ و گدا فقیر کی چوکھٹ پر سجدہ ریز ہیں۔ شان فقر جو کی روٹی کھا کر خیبر شکن طاقت رکھی ہے۔ فقر کا سرمایہ حیات قرآن مجید ہے لیکن عصر حاضر کا مسلمان اس فقر کی دولت سے محروم ہے۔ جب کہ دین کی طاق کا دارو مدار اس فقر پر ہے، بقول اقبال:

حکمت دیں دل نوازی ہائے فقر

قوتِ دیں بے نیازی ہائے فقر (۹)

اکیسویں صدی میں اقبال کے افکار کو اپنا کر ہم دین دنیا میں سنہری کامیابیوں سے ہمکنار ہو سکتے ہیں۔

اکیسویں صدی رسم الخط کے حوالے سے دیکھیں تو املا اور رسم الخط میں فرق کو کچھ ضروری ہے۔ اگر محقق کسی لسانی مطالعے پر تحقیق کر رہا ہے تو اسے عہد بہ عہد رسم الخط اور املا کی خصوصیات کا علم ضروری چاہیے۔ اس سے اس کی تحقیق خالص تحقیقی انداز میں آگے بڑھ پائے گی۔ اردو کا دامن وسیع ہے اس میں کئی زبانوں کے الفاظ موجود ہیں۔ جہاں تک رسم الخط کا تعلق ہے وہ بھی اس کا وسیع ہے کوئی دوسرا رسم الخط اس کی برابری نہیں کر سکتا ہے۔

اردو زبان کی عالمگیریت یہ ہے کہ اس میں عربی کے تمام حروف لکھے جا سکتے ہیں۔ ہندی خط کے تمام حروف آسانی سے اردو میں ادا کیے جا سکتے ہیں۔ فارسی خط کے تمام حرورف اردو میں نظر آتے ہیں۔ انگریزی کی آوازیں اردو زبان میں منتقل کی جا سکتی ہیں۔

پریم چند کے ناول اور افسانے خط نستعلیق میں چھپتے ہیں تو اردو کہلاتے ہیں۔ دیوناگری میں یہ ہندی کہلاتے ہیں۔ اس طرح سے اردو رسم الخط بہت جامع ہے۔ آج اردو رسم الخط پر اعراض یہ ہے کہ حروف تہجی کی تعداد زیادہ ہے، ان کا تعین نہ ہو سکا۔ اعراب کی دشواریاں ہیں۔ ہم صورت الفاظ زیادہ ہیں۔ ان تمام اعتراضات کے باوجود اس زبان میں ذخیرہ الفاظ کی ثروت ہے، وسعت بھی اور جامعیت بھی اور اردو رسم الخط اکیسویں صدی کے تقاضے پورے کر رہا ہے۔ اسے اپنانے کی ضرورت ہے۔

آن لائن لائبریریاں جہاں یاک جانب نادر و نایاب کتب کا حصول کا ذریعہ بنتی ہیں وہیں ان کتب کو محفوظ کرنے کا ذریعہ بھی بنتی ہیں۔ اکیسویں صدی ہی اردو زبان کے چیلنجز سے نبرد آزما ہونے کے لیے ان آن لائن لائبریریوں سے شناسائی ضروری ہے۔ تا کہ آپ اردو کی بے مثال اور لازوال خدمت کرنے والی ویب سائٹس سے استفادہ کر سکیں۔ ذیل میں آن لائن لائبریریوں کے نام رقم کیے جاتے ہیں:

ریختہ ڈاٹ آرگ

بزم اردو لائبریری

اردو چینل

اقبال کالمتی

آزاد دائرۃ المعارف

کتاب و سنت

اردو دوست

ایان آرگ

ادراک لائبریری

منہاج بکس

اردو رسالہ

اردو بکس لائبریری

کتاب گھر

دعوت اسلامی ڈاٹ نیٹ

اردوویب

گوڈریڈرز

اکیسویں صدی میں اردوزبان وادب کے درپیش معروف چیلنجز کویوں ترتیب دیاجاسکتاہے۔

۱۔ اردوبان کودفتری زبان کے طورنافذکرنا

۲۔ اردوادب کوایسے رجحانات سے لیس کیاجائے جس پرمشرق اورمغرب کاحسین امتزاج ہو۔

۳۔ اردوزبان کوجدیدٹیکنالوجی سے روشناس کرانا۔

۴۔ اردوزبان کوہرسطح پرذریعہ تدریدبنانا۔

۵۔ اصطلاحات سازی کے عمل کوقابل فہم بنانا۔

۶۔ اردوادب کی ترویج کے لیے قائم کردہ اداروں کی سربراہی بیوروکریٹس کی بجائے ٹیکنوکریٹس کے حوالے کرنا۔

۷۔ فن ترجمہ نگاری کوجدیدخطوط پراستوارکرنا۔

۸۔ اردوصحافت وک فروغ دینا۔

۹۔ اردوزبان وادب کی ترویج کے لیے الیکٹرانک پرنٹ اورسوشل میڈیاکوفعال کرنا۔

۱۰۔ ادبی نشستوں کااہتمام کرنا۔

۱۱۔ ادبی سیمنار،کانفرنس،ادبی نشستوں کاانعقاد۔

۱۲۔ ادبی لائبریری کاقیام۔

۱۳۔ صوبوں کے ادبی اداروں کااستحکام۔

اکیسویں صدی میں مغربی تہذیب ہرطرح سے اسلامی تہذیب کوکمزورکرنے کی کوشش کررہی ہے۔مغربی تہذیب ریڈیو،ٹی وی،اخبار و جرائد،نغمہ وفلم،انٹرنیٹ،کتاب،فن وحسن اورملبوسات کی نمائش گوہرطرح سے مغربی تہذیب اسلامی تہذیب پراپناتسلط قائم کررہی ہے۔اقبال کے نظریہ فکرسے اسلامی تہذیب کی پاسداری کاسبق ملتاہے۔ان کی نظم اورنثری انسانی مسائل ہے۔اقبال مغربی تہذیب سے مادہ پرستی کواپنے روانی خیالات و تصورات پرکبھی جاری ہونے کادرس نہیں دیتے۔انہوں نےپشین گوئی کی کہمغرب کی تہذیب اپنی ناپائیداری کے خوداسباب پیداکرے گی اورتباہ وبربادہو جائے گی۔

دیارمغرب کے رہنے والوں!خداکی بستی دوکان نہیں ہے
کھراہے تم سمجھ رہے ؟واب زرِکم عیارہوگا
تمہاری تہذیب اپنے خنجرسے آپ ہی خودکشی کرے گی
جوشاخ نازک پہ آشیانہ بنے گاناپائیدارہوگا(۱۰)

اقبال نے اپنے نظریہ تغیرکوقرآن پاک کی روشنی میں پیش کیا۔جس میں انہوں نے اقوام کی تہذیب وتمدن کی پائیداری اورزندگی کی بقاکی حقیقت کونظریہ تغیرمیں عیاں کیا۔اکیسویں سدی میں دیکھاجائے تومغربی تہذیب سائنس اردوٹیکنالوجی میں اسلامی ممالک سے کہیں آگے ہے۔

لیکن اس نے سائنسی علوم میں ترقی اسلامی تہذیب وثقافت سے استفادہ کرکے ہی کی ہے۔عربی تہذیب نے سب سے پہلے سائنس میں ترقی کی۔ لیکن خواب غفلت میں پڑجانے سے مغرب جاگ گیا۔مغرب نے اسلامی علوم فنون سے استفادہ کرکے ترقی کرگیا۔جب کہ اسی تہذیب نے اپنے علوم و فنون،قرآن وسنت پرعمل کرنا۔۔۔ہی اسلامی تہذیب کی سب سے بڑی ناکام ہے۔غوروفکر،تحقیق وتجربہ کرنے کے بارے قرآن پاک میں کہاگیاہے لیکن

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

اس پر عمل کرنا نہیں۔یہی عالم اسلام کی سب سے بڑی ناکامی ہے۔

بجھ کے بزم ملت بیضا پریشان ہو گئی

اور دیا تہذیب حاضر کا فروزاں کر گئی (۱۱)

ضرورت اس امر کی ہے کہ اقبال کے افکار و نظریات سے استفادہ کیا جائے اور اسلامی تہذیب جو کہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔کا درس دیتی ہے۔اقبال کے افکار کی روشنی میں ان پر عمل کیا جائے۔

اکیسویں صدی میں جہاں دنیا ایک عالمی دیہات میں تبدیل ہو گئی ہے۔معاشرہ اور انسانی زندگی اس صدی میں جن مسائل سے گزر رہی ہے، ان میں اپنی زبان اور اپنی تہذیب کا تحفظ اہم مسئلہ ہے، اور نوجوان نسل کو اردو سے واقف کروانا اور ان کے مسائل کا حل نکالنا بھی وقت کی اہم ضرورت ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اردو کو عصر حاضر کے تقاضوں جیسے کمپیوٹر، انٹرنیٹ وغیرہ سے ہم آہنگ رہنا بھی ضروری ہے۔ (۱۲)

بعنوان"اکیسویں صدی اردو ادب چیلنجز اور ان کا حل" گورنمنٹ ڈگری کالج نظام آباد۔ سیمینار کے لیے یہ اس موضوع عصر حاضر کے تقاضوں کو مد نظر رکھ کر انتخاب کیا۔اس سیمینار کا مقصد اردو کا مستقبل، رسم الخط کا تحفظ۔اردو اپنی شیرینی کی وجہ سے آج ساری دنیا میں مقبول ہو رہی ہے اور دیار غیر امریکہ، برطانیہ، نیوزی لینڈ وغیرہ میں اردو کی نئی نئی بستیاں آباد ہو رہی ہیں۔جو اردو کے لیے بے حد خوش آئند بات ہے۔

اسی طرح انگریزی کے ادب اردو پوری دنیا میں سب سے زیادہ بولی جاتی ہے اور پڑھی جانے والی زبان ہے لیکن بد نصیبی یہ ہے کہ آج اہل اردو بالخصوص اردو کی۔۔۔کھانے والے اپنی نسل کو انگریزی ذریعہ تعلیم کے تعلیم دلوا رہے ہیں۔اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے کے مصداق آج اہل اردو ہی اپنے بچوں کو اردو سے دور رکھ کر اس کا گلا گھونٹ رہے ہیں۔جب کہ اس دور میں اپنی اولاد کو اردو ذریعہ تعلیم سے تعلیم دلوانا ہی سب سے بڑا چیلنج ہے۔ (۱۳)

"اچھے ناموں کے اچھے نتائج نکلتے ہیں۔"

اکیسویں صدی میں اردو زبان کے مسائل میں اردو زبان کو روزگار کے ساتھ کیسے جوڑا جائے، اور اردو وک الفاظ مشین ٹیکنالوجی سے کیسے مربوط کای جائے۔یہ اہم مسائل ہیں اس کے حل کے لیے ہمیں اکیسویں صدی ہی بات ہے۔پہلو بیسویں صدی کی خامیوں کو تلاش کریں، ان کا سد باب کریں۔ اردو زبان اس وقت تک زندہ رہتی ہے جب تک اس کی گرامر زندہ ہے۔اہل اردو اپنی زبان میں دوسری زبانوں کے الفاظ کے ساتھ ساتھ اس کا گرامر بھی شامل کر رہے ہیں۔جس وجہ سے اردو دم توڑ رہی ہے۔جیسا کہ لفظ چیلنج ہے اس کا مجھے کس طرح بنایا جائے

کیا "ز" لگا کر یا "س" لگا کر

اسی طرح کالج کی جمع اور یونیورسٹی کی جمع کیسے بنائی جائے۔اردو ہی۔۔۔۔زبان کا۔۔۔کر سکتے ہیں مگر گرامر نہیں لینا چاہیے۔اردو والوں کو اپنی گرامر کبھی نہ چھڑنی چاہیے۔

اس صدی کا سب سے اہم مسئلہ رسم الخط کا تحفظ ہے بچہ گھر سے بالخصوص اپنی ماں کی گور سے رسم الخط بناتا ہے۔اگر اسے گھر میں نہ سکھایا جائے تو وہ باہر نہیں سیکھتا۔ماں کو چاہیے کہ اپنی گود میں پروان چڑھنے والی نسل کو اردو رسم الخط سے آراستہ کریں۔جس طرح اولیاء اللہ محبت سے لوگوں کو اسلام کی طرف راغب کیا ہے۔اسی محبت سے ہی لوگوں کو اپنے رسم الخط کی طرف بلانا ہو گا۔

اردو ہی املا کی درستگی کے لیے بہت اندازے کیے گئے ہیں۔ ۱۹۰۵ء میں اردو امال کی درستگی کے لیے بہت اقدامات کیے گئے ہیں۔ آج اپی اقدامات کو دہرانے کی ضرورت ہے۔

ٹریننگ کورسز بی ایڈ، ایم ایڈ وغیرہ میں املا کی درستگی کے متعلق یاک مضمون شامل نصاب ہونا چاہیے ایک تجویز ہے۔

بچوں کی رائٹنگ (لکھاوٹ)۔۔۔دینا چاہیے۔اہل اردو میں حروف تہجی سے متعلق اختلافات ہیں۔ بعض حروف تہجی ۳۴ سے اور کچھ ۳۷ اور کچھ ماہرین لسانیات ۵۲ کی نشاندہی کرتے ہیں۔ بعض ۵۶ کا دعوی کرتے یں کچھ ۵۳ بھی بتاتے ہیں۔

تاہم حروف تہجی کے تعلق کے لیے ایک قومی سطح کا سیمینار منعقد کیا جانا چاہیے۔

نصاب کی ترتیب وتدوین میں ماہرین لسانیات کو شامل نہیں کیا جاتا جس کی وجہ سے نصاب میں خامیاں آتی رہتی ہیں۔ نصاب کی ترتیب و تدوین والی۔۔۔ماہرین لسانیات کو شامل کیا جانا چاہیے۔

اکیسویں صدی اردو کا ایک اہم مسئلہ اور قارئین کی ملت سے اردو کے قارئین پیدا کرنے کا۔ اردو کے قاری کو پکڑ کے لانا ہے اسے بھاگنا نہیں دیتے۔اس کے لیے کیا فرمایا ہے۔

بچوں میں۔۔۔کی عادت ڈالی تھی۔ وسائل، کتابیں، اخبارات اور غیر محسوس طریقے مطالعہ کی روہ ٹور خریدیں۔

عادت پروان چڑھے گی۔

بچہ نقال ہوتا ہے۔ کوئی بھی نظریہ۔ کوئی بھی صنف سخن ہو انہیں اغراض لیکن! تین باتوں کا خیال سے:

ا۔ کوئی بی چیز فیشن پرستی کے محور پر نہ ہو۔

۲۔ جس صنف سخن کا انتخاب ہو وہ اردو ادب کے خراج کے مطابق ہو۔ وہ اردو ادب میں ڈھل جائے۔

۳۔ کسی بھی صنفِ سخن یا نظریے میں اردو ہی شامل کرنے میں جلد بازی نہ کی جائے۔

بحث کو منطقی انجام کی طرف لے جاتے ہوئے یہ کہہ دینا کافی نہیں ہے کہ اردو زبان وادب اکیسویں صدی کے ہر چیلنج اور مطالعے کو آسانی کے ساتھ پورا کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ اس کے لے اردو اور اہل اردو وک ہر محاذ پر مستعد رہنا ہو گا۔ اردو زبان وادب کے فروغ کے لیے رائے درے، سخن اور قدمے اپنی جذبات پیش کرنا ہوں گی۔

ہمیں دعوت نامے، وزٹنگ کارڈ، گھروں کی شناختی پلیٹس، گاڑیوں کی نمبر پلیٹس وغیرہ اردو میں لکھوانے ہوں گے۔ انقلاب ہمیشہ عوامی سطح پر آتا ہے۔ محبان اردو خلوص دل سے عوامی سطح پر انفرادی سطح پر نفاذ اردو کی کوشش کریں گے۔ تو آنے والا وقت دیکھے گا اردو زبان اپنی جامعیت اور وسعت میں دیگر زبانوں کو کوسوں پیچھے چھوڑ دے گی۔

حوالہ جات

ا۔ محمد اقبال، ڈاکٹر، بال جبریل، لاہور: غلام علی پبلشرز، لاہور، ۱۹۷۴ء، ص:۲۵۹

۲۔ اکبر حسین، سید، کلیات اکبر الہ آبادی، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۸ء، ص:۱۳۱

۳۔ ایضاً، ص:۶۶

۴۔ محمد ارشد اویسی، ڈاکٹر، افکار اکبر الہ آبادی، اکیسویں صدی کے تناظر میں، مشمولہ: نور تحقیق، اپریل تاجون، جلد ۳، شمارہ ۱۰، ۲۰۰۹ء، ص:۱۲۲

۵۔ سہیل عباس بلوچ، ڈاکٹر، اردو قواعد اکیسویں صدی کے تناظر میں، مشمولہ: نور تحقیق، اپریل تاجون، جلد ۳، شمارہ ۱۰، ۲۰۱۹ء، ص:۱۰۳، ۱۰۶

۶۔ منصور خوشتر، ڈاکٹر، اکیسویں صدی میں اردو غزل، نئی دہلی: نیوز پرمنٹ سنٹر، دریا گنج، ۲۰۱۷ء، ص:۱۲، ۱۰

۷۔ بیدل حیدری، کلیات بیدل حیدری، فیصل آباد: مثال پبلشرز، ۲۰۱۵ء، ص:۱۷

۸۔ اظہر فراغ، ازالہ، لاہور: اوراق پبلی کیشنز، ۲۰۱۶ء، ص:۹۲

۹۔ علامہ محمد اقبال، ڈاکٹر، پس چہ باید کرد اے اقوام مشرق مع حاضر، لاہور: غلام علی پبلشرز، لاہور: ۱۹۷۲ء، ص:۲۴

۱۰۔ محمد اقبال، ڈاکٹر، کلیات اقبال اردو، ایجوکیشنل بک ہاؤس، علی گڑھ: ۱۹۹۵ء، ص:۵۹۹

۱۱۔ محمد اقبال، ڈاکٹر، کلیات اقبال اردو، ص:۱۴۶

۱۲۔ گولڈن جوبلی آڈیٹوریم، قومی سیمینار، ۶، ۵ فروری، ۲۰۱۳ء

۱۳۔ مظفر شامیری، پروفیسر، صدر شعبہ اردو، یونیورسٹی آف حیدر آباد

Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

Books:

Arshad, W., Maqsood, A., Zaidi, S. S., Haroon, M., Qadir, U. M., Sultana, U., ... & Sanaullah, S. (2024, September). *Kalam E Iqbal: Current Requirements And Our Priorities*.

Attaullah, M., Ovaisi, M. A., & Arshad, W. (2023). Indirect Contributions of Neocolonial Era on Urdu Language. *Makhz (Research Journal)*, *4*(3)

Awaisi, M. A. (Dr.). (2009). *Afkār-e-Akbar Allahabadi: 21st Century Perspective, Noor-e-Tahqeeq*, April-June, Vol. 3, Issue 10

Awaisi, M. A., Attaullah, M., & Arshad, W. (2023). Modern Urdu Fiction and Sufism: An Analytical Study. *Makhz (Research Journal)*, *4*(4)

Baloch, S. A. (Dr.). (2019). *Urdu Grammar in the Context of the 21st Century*, *Noor-e-Tahqeeq*, April-June, Vol. 3, Issue 10

Firaagh, A. (2016). *Izālah*. Lahore: Auraq Publications

Haidari, B. (2015). *Kulliyāt-e-Bedil Haidari*. Faisalabad: Misal Publishers

Hussain, A. S. (2008). *Kulliyāt-e-Akbar Allahabadi*. Lahore: Sang-e-Meel Publications

Iqbal, M. (Dr.). (1972). *Pas Cheh Bayad Kard Ayy Aqwam-e-Mashriq Ma'hazir*. Lahore: Ghulam Ali Publishers

Iqbal, M. (Dr.). (1974). *Bāl-e-Jibrīl*. Lahore: Ghulam Ali Publishers

Iqbal, M. (Dr.). (1995). *Kulliyāt-e-Iqbal (Urdu)*. Educational Book House, Aligarh

Jawaid, A., Batool, M., Arshad, W., ul Haq, M. I., Kaur, P., & Sanaullah, S. (2025). AI AND ENGLISH LANGUAGE LEARNING OUTCOMES. *Contemporary Journal of Social Science Review*, *3*(1),

Jawaid, A., Khalil, A., Gohar, S., Kaur, P., Arshad, W., & Mukhtar, J. (2024). ENGLISH LANGUAGE LEARNING THEORIES AND DIGITAL TECHNOLOGIES OF 21ST CENTURY: A SYSTEMIC SCENARIO. *Journal of Applied Linguistics and TESOL (JALT)*, *7*(4)

Jawaid, A., Mukhtar, J., Mahnoor, D. P. K., Arshad, W., & ul Haq, M. I. (2025). ENGLISH LANGUAGE LEARNING OF CHALLENGING STUDENTS: A UNIVERSITY CASE. *Journal of Applied Linguistics and TESOL (JALT)*, *8*(1), 679-686.

Khushter, M. (Dr.). (2017). *Urdu Ghazal in the 21st Century*. New Delhi: News Permanent Center, Darya Ganj

Ovaisi, A., & Arshad, W. (2024). The Travalogue of Mahmood Nizami "NAZAR NAMA": Analytical Study. *Tahqeeq-o-Tajzia*, *2*(01)

Shamiri, M. (Prof.), Head of the Urdu Department, University of Hyderabad.